متنِ حدیث کو حل کرنے کے بنیادی اُصول

مفتی محمد طارق محمود
لاہور

حدیث کی سند کا ثمرہ اور مطلوب اس کا متن ہوتا ہے۔ متن کی مراد سمجھنے میں ہمیں بسا اوقات دشواری پیش آتی ہے، یہاں اُس کے اسباب اور اُن کے حل کے بارے میں اہلِ علم کا کلام پیش کیا جا رہا ہے:

۱: حدیث کا اُسلوبِ بیان

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’زیادہ تر احادیث کی حیثیت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلسی ارشادات اور افادات ہیں، یا آپ کے سامنے پیش ہونے والے سوالات کے جوابات ہیں، یا کسی وقتی مسئلہ سے متعلق ہدایات اور تنبیہات ہیں، اس لیے اس موقع و ماحول اور مخاطبین کے احوال وخصوصیات کو پیشِ نظر رکھ کر ان کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر احادیث کی اس حیثیت کو پیش نظر نہ رکھا جائے اور مصنفین کی لکھی ہوئی کتابوں کی طرح اُن پر بھی غور کیا جائے تو طرح طرح کی اُلجھنیں اور شکوک پیدا ہو سکتے ہیں، اور اگر یہ نکتہ ملحوظ رکھا جائے تو ان شاء اللہ! کوئی اُلجھن اور کوئی وسوسہ پیدا نہ ہوگا۔‘‘

(معارف الحدیث، ج:۱،ص:۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر حدیث کو ایک مستقل ہدایت اور نصیحت کے طور پر دیکھنا چاہیے، اور اس وقت کے خاص پس منظر کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

۲: روایتِ حدیث کی دو اہم خصوصیات

روایت بالمعنی اور اختصار: حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’ذلك هو الذي تشهد به أحوال الصحابةؓ والسلف الأولين وكثيرًا ما كانوا

ينقلون معنى واحدًا في أمر واحد بألفاظ مختلفة، وما ذلك إلا لأن معولهم كان على المعنى دون اللفظ.'' (مقدمۃ ابن صلاح، ص:۲۱۴)

''صحابہؓ اور سلف اولین کے احوال سے روایت بالمعنی کا جواز ہی معلوم ہوتا ہے، اور ان کا عام طریقہ یہ تھا کہ ایک واقعے کو مختلف الفاظ میں نقل کرتے تھے، اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ معنی محفوظ رکھتے تھے نہ کہ لفظ۔''

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نقل بالمعنی بتغیرِ الفاظ شائع ذائع ہے۔'' (تالیفاتِ رشیدیہ، ص:۷۲۳)

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

''روایت بالمعنی اور اختصار، روایت میں تفقہ کی اشد ضرورت سمجھی گئی ہے، جس کا اقرار خود محدثین کو بھی ہے۔'' (مکتوباتِ شیخ الاسلام، ج:۳، ص:۵۵)

اختصارِ روایت میں بعض دفعہ ایسا تغیر ہوجاتا ہے کہ حدیث کا سیاق، سباق کے معارض ہوجاتا ہے۔ (مثلاً دیکھیے: مکتوباتِ شیخ الاسلام: ۳/ ۵۳-۵۵) یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الحديث إذ لم تجمع طرقه لم تفهمه، والحديث يفسّر بعضُهُ بعضا.''

(الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، ج:٢، ص:٢١٢)

''حدیث کے طرق جب تک اکٹھے نہیں کرو گے، اسے سمجھ نہیں سکو گے اور احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔''

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وكثيرًا ما يكون القيد مذكورًا في بعض الطرق، ويغفل عنه الناس، ويقعون في الإشكالات.'' (فيض الباري، ج:٦، ص:٥٧، باب ما يذكر في الطاعون)

''بسا اوقات قید کی ایک طریق میں مذکور ہوتی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہوتے ہیں اور اشکالات میں پڑتے ہیں۔''

اختصارِ روایت کی وجہ سے کبھی یہ صورت پیش آتی ہے کہ ہر راوی روایت کا کچھ حصہ بیان کردیتا ہے جو دوسرا بیان نہیں کرتا، یعنی ''ذكرُ كلٍّ ما لم يذكره الآخر.'' حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس قاعدے کے بارے میں فرماتے ہیں:

''هٰذه قاعدة مهمة، وكان من المهم أن يعتني بها أرباب المصطلح ولكن أغفلوها، وقد تعرض لها الحافظ في الفتح أكثر من موضع.'' (معارف السنن، ج:٦، ص:٤٣٢)

یعنی یہ اہم قاعدہ ہے۔

اربابِ مصطلح کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے تھا، لیکن انھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباري میں ایک سے زائد جگہوں پر اس کا ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''والأصل عدم التعدّد مع اتحاد المخرج.'' (فتح الباري، ج:۹، ص:٦٤٢)

''حدیث کا مخرج ایک ہونے کی صورت میں اصل عدمِ تعدد ہے۔''

۳: تعامل کو ملحوظ رکھنا

روزمرہ پیش آنے والے امور میں اصل قرونِ ثلاثہ کا عملی رواج ہے۔ یہاں تعامل چھوڑ کر اخبارِ آحاد پر اکتفا کرلینا درست نہیں۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وليس الطريق أن يبني الدين على كل لفظ جديد بدون النظر إلى التعامل. ومن يفعل ذٰلك لا يثبت قدمه في موضع، ويخترع كل يوم مسألة، فإن توسّع الرواة معلوم، واختلاف العبارات والتعبيرات غير خفي، فاعلمه ... فلا بد أن يراعى مع الإسناد التعامل أيضا، فإن الشرع يدور على التعامل والتوارث.'' (فيض الباري، ج:۲، ص:۲۳۷، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف)

''اور یہ طریقہ درست نہیں کہ تعامل سے قطع نظر کرکے ہر نئے لفظ پر حکم کی بنیاد رکھی جائے، جو ایسا کرے گا اس کا پاؤں کہیں جمے گا نہیں، وہ روزانہ نیا مسئلہ نکالے گا، کیونکہ رواۃ کا توسُّع معلوم ہے اور عبارات والفاظ کا اختلاف مخفی نہیں۔ پس اسے جان لو! . . . . . لہٰذا سند کے ساتھ تعامل کی رعایت رکھنا ضروری ہے، کیونکہ شریعت کا دارومدار تعامل وتوارث پر ہے۔''

۴: مجلسِ اول کے قرائن کا استحضار

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کسی مجلس میں کوئی کلام ہوتا ہے تو اس مجلس میں بعض قرائن ایسے ہوتے ہیں جن سے متکلم کی مراد بخوبی واضح ہوجاتی ہے، جیسے کلام کا سابق ولاحق، قرائنِ حال، الفاظ کا تقدُّم وتاخُّر، لب ولہجہ، آنکھ، سر یا ہاتھ کی حرکت۔ اگرچہ الفاظ میں دوسرے معنی کا بھی احتمال ہوتا ہے، پھر جب وہ کلام تحریری یا زبانی نقل کیا جاتا ہے اور ان قرائن میں سے بعض بالکل ختم ہوجاتے ہیں تو اس وقت اسی کلام سے متکلم کی مراد مخفی ہوجاتی ہے اور معنی غیر مراد متبادر ہوجاتے ہیں۔ اس طرح دوسری مجلس کے سامعین اس کلام کے وہ معنی متعین کرلیتے ہیں جو متکلم

کی مراد نہیں تھے، مگر مجلسِ اول کے حاضرین اور ان حاضرین سے سننے والے مرادِ متکلم جانتے ہیں اور دوسرے متبادر معنی کو غلط سمجھتے ہیں، اور مجلسِ اول کے بھی وہ حاضرین جن کو ان قرائن سے ذہول ہوا ہے، وہ معنی غیر مراد سمجھ جاتے ہیں، یہ قاعدہ نہایت کارآمد اور نہایت صحیح ہے، اور احادیث میں اس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔ اور اس قاعدہ کے ذہول سے بہت اختلافات علماء میں پیدا ہو گئے ہیں۔'' (تالیفاتِ رشیدیہ، ص:۱۸۷، بتسہیل واختصار)

لله درّ الشيخ، ثم لله درّهٗ، ما أدقّ نظرهٗ، وما أسدّ فهمهٗ!!

اور اب مجلسِ اول کے قرائن کے استحضار کی صورت یہی ہے کہ سب طرق اکٹھے کیے جائیں، مرفوعات کے ساتھ موقوفات ومقطوعات کو بھی ملایا جائے اور تعامل کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

۵: خبرِ واحد کو کتاب اللہ سے تطبیق دینا ضروری ہے

دلائل کے مرتبے مختلف ہوتے ہیں، ان کی رعایت رکھنا ضروری ہے، بعض دفعہ خبر واحد کے ظاہری معنی قرآن مجید کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں خبر واحد کو کتاب اللہ سے تطبیق دی جاتی ہے یا اسے ترک کر دیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بارے میں نسیان یا خطا کی) تاویل کرنے اور آیت سے دلیل لینے سے معلوم ہوا کہ خبر واحد کو کتاب اللہ سے تطبیق دینا ضروری ہے، ورنہ اس کے مقابلے میں اسے چھوڑ دیا جائے گا۔'' (دیکھیے: الکوکب الدری، ج:۲، ص:۱۷۸)

۶: احتمال غیر ظاہر کا اعتبار نہیں

''حدیث میں آیا ہے کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کے شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے تھے۔ ایک طالب علم نے شملہ کو آگے سینہ پر ڈال کر کہا کہ ''بین الكتفين'' اس طرح بھی تو ہوسکتا ہے۔ مولانا (محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ) نے فوراً اس کی پگڑی گھما کر اور شملہ بالکل ناک کے سامنے لٹکا کر فرمایا کہ ''بین الكتفين'' یوں بھی تو ہوسکتا ہے۔ مطلب یہ کہ حدیث وقرآن میں ایسے احتمالاتِ غیر ظاہرہ کا اعتبار نہیں۔'' (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج:۱۱، ص:۲۴۲)

۷: حدیث کا اصلی مدلول

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قرآن وحدیث کا مدلول جو بے تکلف ماہر کے ذہن میں آئے وہ صحیح ہے، اس کے بعد اپنے

اہواء (خواہشات) کی نصرت ہے۔‘‘ (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج:۲۳،ص:۸۹)

اور فرمایا:

’’صحبت تو وہ چیز ہے کہ اس سے ذوق صحیح پیدا ہو کر قرآن وحدیث کا مدلول سمجھ میں آنے لگتا ہے۔‘‘ (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج:۴،ص:۲۵۲)

اور ارشاد ہے:

’’مفتی الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید (احمد شہید) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدِ خاص تھے، کسی کے سوال پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ سید صاحب کے تعلق سے پہلے بھی قرآن وحدیث پڑھے ہوئے تھے، اب بھی وہی قرآن وحدیث پڑھتے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ وہی قرآن وحدیث پہلے اور طرح کا نظر آتا تھا، اب اور طرح کا نظر آتا ہے۔ سو یہ چیز بزرگوں کی صحبت سے ملتی ہے، مگر افسوس اتنی بڑی چیز کو لوگ چھوڑے ہوئے ہیں اور صحبت اختیار نہیں کرتے۔ بڑا ناز ہے علم پر کہ ہم عالم ہوگئے۔ یاد رکھو! بدوں (بغیر) اپنے کو مٹائے کچھ نہیں ہوتا!۔‘‘

(ملفوظاتِ حکیم الامت، ج:۴،ص:۳۵۶)

اور فرمایا:

’’حقیقت میں علم وہ ہے جو تقویٰ سے بڑھتا ہے۔‘‘ (خطباتِ حکیم الامت، ج:۲،ص:۲۲۱)

یعنی علم کی حقیقت ’قرآن وحدیث کی صحیح سمجھ ہے، نہ کہ معلومات یاد ہو جانا۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’فليس العلم بكثرة الرواية ولا بكثرة المقال، و لكنهٗ نور يقذف في القلب يفهم به العبد الحق، ويميّز بهٖ بينهٗ و بين الباطل، و يعبر عن ذٰلك بعبارات وجيزة محصّلة للمقاصد.‘‘ (بيان فضل علم السلف، ص:۵۸)

’’علم کثرتِ روایت سے نہیں آتا اور نہ زیادہ بولنے سے، لیکن وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے، جس سے آدمی حق سمجھ لیتا ہے اور اس کے اور باطل میں فرق کر لیتا ہے اور اس کو مختصر الفاظ سے تعبیر کر لیتا ہے جو مقاصد ادا کرنے والے ہوں۔‘‘

۸: احادیث میں مذکور اعمال کی خاصیتوں کے معانی

حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’قرآن وحدیث میں جو مختلف اعمال واحوال کی خاصیتیں مذکور ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان

میں فی نفسہٖ یہ خاصیت ہے۔ باقی اگر کوئی معارض قوی ہوا تو ظاہر ہے کہ اس معارض کا اثر غالب ہوجائے گا۔ غرض ان میں اثر ضرور ہے، بشرطیکہ کوئی معارض قوی نہ ہو۔ یہ حضرت مولانا (محمد) یعقوب صاحب کی تحقیق ہے، جو میں نے کہیں منقول نہیں دیکھی۔ سبحان اللہ! قرآن وحدیث پڑھے تو ایسے سے پڑھے۔ دیکھیے! اس تحقیق سے ہزاروں بلکہ لاکھوں نصوص جن میں مختلف اعمال واحوال کے فضائل مذکور ہیں، حل ہوگئیں۔‘‘ (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج:۹، ص:۱۷۴، ۱۷۵)

۹: حدیث میں بعض چیزیں بطورِ مروت مذکور ہوتی ہیں

بعض اشیاء احادیث میں آتی ہیں، لیکن وہ مروت وحسنِ معاملہ کے طور پر ہوتی ہیں، ان سے کوئی عام فقہی حکم نہیں لینا چاہیے۔ (دیکھیے: فيض الباري، ج: ۲، ص: ۷۸)

۱۰: مخاطب کی خصوصیت کے لحاظ سے ارشاد

بعض دفعہ مخاطب کی خصوصیت کے لحاظ سے جواب ہوتا ہے، جیسے مثلاً افضل عمل کے سوال کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے مختلف جوابات ارشاد فرمائے ہیں، ان کی وجہ مخاطب کی خصوصیت ہے۔ (دیکھیے: فتح الباري، ج: ۲، ص: ۹)

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....